دور جاہلی میں عربوں کے کتب خانے

ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی ☆

دور جاہلی:

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے کا زمانہ تاریخ میں دور جاہلی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جاہلی، جہل سے بنا ہے جو علم کی ضد ہے، یہ اس کے حقیقی معنی ہیں اس معنی کے اعتبار سے عرب جاہل نہ تھے، قرآن نے عربوں کی صفت علم و معرفت کا تذکرہ کیا ہے وہ کہتا ہے۔

کتاب فصلت آیاتہ قرآنا عربیا لقوم یعلمون (حم السجدہ ۔ ۳)

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کر بیان کر دی گئی ہیں : قرآن عربی (میں) ہے ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

دور جاہلی میں تعلیم و کتابت کا بہت کم رواج تھا مگر تعلیم و کتابت اس دور میں بھی عزت و شرف کی بات سمجھی جاتی تھی چنانچہ زمانہ جاہلی میں تعلیم یافتہ افراد کو مرد کامل کہا جاتا تھا۔ (۱) اور بحث و تکرار کے موقع پر کتابت و قرات سے دلیل پیش کی جاتی تھی چنانچہ قرآن کہتا ہے۔

وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃ واصیلا (الفرقان۔۵):

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو اگلوں کی بے سند باتیں ہیں جن کو اس شخص نے لکھوا لیا ہے پھر وہی اس (شخص) کو صبح و شام پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔

دوسری جگہ کہا گیا ہے:

وقالوا لن نومن لک حتی تفجرلنا من الارض ینبوعا ....او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ط ولن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقروہ ط

☆ استاذ جامعہ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل ۹۰ و ۹۳)

اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک تم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کر دو گے یا خود تمھارے لئے کوئی گھر ہی سونے کا ہو' یا تم آسمان پر چڑھ جاو اور ہم تو تمہارے (آسمان پر) چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لانے کے جب تک کہ تم (آسمان) سے ہمارے لئے نوشتہ نہ اتار لاو جسے ہم پڑھ لیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ پاک ہے اللہ' میں بجز ایک آدمی (اور) رسول کے اور کیا ہوں۔

یعنی ایسی کتاب جسے وہ دیکھ اور پڑھ سکیں' ایک اور موقعہ پر ارشاد ہے:

ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الاسحر مبین (الانعام ۔ ۷)

"اور اگر ہم آپ (پر) کوئی نوشتہ کاغذ پر (لکھا ہوا) نازل کرتے اور اسے یہ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے جب بھی جن لوگوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے یہی کہتے کہ یہ تو بس کھلا ہوا جادو ہے"

یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ جو قوم و معاشرہ جتنا ترقی یافتہ اور متمدن ہوتا ہے اسی نسبت سے اس قوم میں تعلیم یافتہ لوگ زیادہ پائے جاتے ہیں اور جو قوم و معاشرہ تمدن سے دور ہوتا ہے اسی نسبت سے اس میں پڑھے لکھے افراد بھی کم سے کمتر ہوتے ہیں۔ اس لئے دور جاہلی کے متعلق مورخین نے جابجا اس امر کی تصریح کی ہے کہ ان میں پڑھے لکھے کم تھے' تعلیم کا رواج کم تھا (۲) لیکن ایسا بھی نہ تھا کہ اس معاشرہ میں سرے سے پڑھے لکھے ہی نہ تھے چنانچہ اس اعتراض کا کہ عرب بدوی تھے' انہیں زیر زبر اور شین قاف کی بھی تمیز نہ تھی احمد ابن فارس المتوفی ۳۹۵ھ اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

فانا لم نزعم ان العرب کلھا مدرا و وبرا' قد عرفوا الکتابۃ کلھا و الحروف اجمعھا' وما العرب فی قدیم الزمان الا کنحن الیوم: فما کل یعرف الکتابۃ والخط والقراۃ (۳)

"پس ہم نہیں سمجھتے کہ تمام عرب بدوی اور دیہاتی تھے وہ پوری طرح لکھنا پڑھنا

جانتے تھے' انہیں جملہ حروف کی تمیز تھی' عرب عہد قدیم میں ہمارے موجودہ دور کی طرح تھے' آج بھی ہم میں ہر ایک پڑھا لکھا نہیں (اس دور میں بھی نہ تھا' بس کم و بیش کا فرق تھا)

ایسا ہر زمانے اور ہر معاشرہ میں ہوتا ہے۔

گو عربوں میں نوشت و خواند کا رواج زیادہ نہ تھا تاہم وہ قابل ذکر امور صحیفوں اور چمڑوں کے ٹکڑوں پر لکھتے تھے(۴) قرآن نے ان کے سامان کتابت کا تذکرہ کیا ہے مثلاً (۱) قلم (۲)کتاب (۳)مداد (سیاہی) (۴) رق (چمڑا) (۵)صحف (۶)۔تتلو' وہ تلاوت کرتا ہے (۷)۔تقرا' وہ پڑھتا ہے (۸)اکتتب اس نے لکھ لیا ہے (۹) یملی وہ لکھاتا ہے (۱۰) ۔یسطرون' وہ لکھتے ہیں (۱۱) علم اس نے سکھایا ہے (۱۲) درست تو نے پڑھا ہے (۱۳) تدرسون' پڑھتے ہو۔

عربوں میں نوشت و خواند کا رواج:

یہ وہ الفاظ اور جملے ہیں جو بتاتے ہیں کہ وہ پڑھنا لکھنا جانتے تھے' نوشت و خواند کا سامان ان کے یہاں موجود تھا' پڑھنے لکھنے کا ان میں رواج گو کم تھا' امیروں ہی میں نہیں غریبوں میں بھی اس کا تھوڑا بہت چلن تھا جنگ بدر کے جو قیدی زر فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ان کا زر فدیہ مدینہ کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا قرار پایا تھا (۵) اس کے باوجود قرآن نے انہیں گمراہ و جاہل قرار دیا' اس لئے کہ وہ دین حق کو سمجھتے نہ تھے' دینی امور میں سخت گمراہی میں پڑے ہوئے تھے' ضد و عناد کی وجہ سے قبول حق سے گریزاں تھے(۶) بات بات پر بگڑ جاتے اور لڑ بیٹھتے تھے(۷)۔

عہد جاہلی میں عربوں کے کتب خانے' تاریخ کتب خانہ کا ایسا باب ہے جس پر نہ قدماء نے کچھ لکھا ہے اور نہ متاخرین نے اس موضوع سے کچھ اعتناء کیا ہے۔

عصر حاضر کے وہ مسلمان عرب محققین جنہیں ادب و تاریخ' لغت و نحو سے مناسبت تھی' انہوں نے دور جاہلی کے مختلف پہلوؤں پر خوب لکھا ہے مگر ان لکھنے والوں میں ایسے دانشور نہیں' جنہیں علم کتب خانہ میں درک ہو' نہ علم کتب خانے میں ان کے یہاں ایسے جامع محققین ہی ہیں جنہیں شرعی علوم میں گہری بصیرت و مناسبت ہو اس لئے دور جاہلی کے کتب خانوں پر کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔

عصر حاضر میں عربوں میں علم کتب خانہ کا تعلیمی شعبہ کم و بیش ملک کی ہر بڑی یونیورسٹی میں قائم ہے اور ان میں اچھے لکھنے والے ہیں مگر ان کے بیشتر موضوعات عصر حاضر کے موضوعات ہیں ان کا اسلامی علوم کا علمی پس منظر زیادہ وسیع نہیں اور نہ انہیں ان علوم میں اختصاص حاصل ہے' اس لئے ان کی تالیفات ان تاریخی و ثقافتی مباحث سے یکسر خالی ہیں۔

ان وجوہ سے ماقبل اسلام کے عربوں کی تاریخ کتب خانہ کا باب اب تک ان کے یہاں زیر بحث نہیں آسکا' حالانکہ یہ بدیہی امر ہے کہ علم اور کتب خانے کا ہمیشہ سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔

عہد جاہلی کے کتب خانوں سے عدم اعتناء کے وجوہ و اسباب:

یہی وجہ ہے کہ مشرق و مغرب کے بعض معاصر محققین نے عہد اسلامی کے کتب خانوں کا آغاز دور اموی سے بیان کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ عہد رسالت میں اسلامی کتب خانوں کی داغ بیل پڑ چکی تھی جیسا کہ راقم السطور نے علم کتب خانہ میں ایم ۔ اے کی ڈگری کے لئے جو تحقیقی مقالہ بعنوان عہد رسالت سے دور اموی تک اسلامی کتب خانوں کا ارتقاء' شعبہ علم کتب خانہ جامعہ کراچی ۱۹۷۰ء میں پیش کیا تھا' اس میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔

معلوم ہوتا ہے مواد کی کمی و کمیابی محققین عصر کو اس موضوع پر قلم اٹھانے سے مانع رہی اور دور جاہلی کے کتب خانے علم کتب خانے کی تاریخ کے مشکلات فن میں سے ایک مشکل کی حیثیت اختیار کر گئے' اسے حل کرنا ہمارے ارباب تحقیق کا کام تھا لیکن میرے علم میں نہیں کہ اسلامی دنیا میں یا یورپ و امریکہ میں کسی نے اس طرف توجہ کی ہو۔

عصر حاضر میں جن ارباب تحقیق نے عہد جاہلی پر کام کیا ہے اور مستقل تصانیف کی ہیں ان میں محمود آلوسی کی بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب اور موصوف کے شاگرد ڈاکٹر جواد علی کی تاریخ العرب قبل الاسلام جامع کتابیں ہیں اور انہیں استنادی حیثیت حاصل ہے لیکن وہ بھی اس قسم کے مباحث سے یکسر خالی ہیں۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عہد جاہلی میں دور جاہلی کی تاریخ پر کچھ نہیں لکھا گیا اس عہد کو جو بھی زندگی و شہرت ملی وہ اسلامی دور کی کتب تاریخ و تذکرہ سے ملی ان میں ضمناً دور

جاہلی کی باتوں کا ذکر آگیا یا ان کی طرف اشارے کر دئے گئے اس لئے اس موضوع سے متعلق معلومات بہت مختصر و منتشر ہیں' بہت محنت کے بعد بمشکل کچھ اشارات حسب ذیل ماخذوں سے مل سکتے ہیں۔

عہد جاہلی کے کتب خانوں کے بنیادی ماخذ:

۱۔ قرآن مجید ۲۔ کتب اسباب نزول ۳۔ کتب تفاسیر ۴۔ کتب سنن و آثار ۵۔ کتب شروح احادیث ۶۔ کتب سیرو مغازی ۷۔ کتب تاریخ و تذکرہ شعراء ۸۔ کتب ادب ۹۔ کتب امثال ۱۰۔ کتب لغت ۱۱۔ کتب جغرافیہ و بلدان۔ اس سلسلہ کی معلومات کے لئے مذکورہ بالا ماخذوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جہاں کہیں علم کا چرچا ہو خواہ کم ہو یا زیادہ وہاں کتب خانہ ضرور پایا گیا' سامان کتابت و قرات جس ہیئت و صورت میں پایا گیا کتب خانہ بھی کم و بیش اسی ہیئت و صورت میں موجود رہا اگر کسی قوم میں کتابت و قرات کا رواج کم ہو یا وہ حافظہ پر اعتماد کے مقابلہ میں لکھنے کو ننگ و عار سمجھے(۸) اور زبانی علم کو فروغ دیتی اور اپنا ثقافتی ورثہ ایک دوسرے کو زبانی منتقل کر کے سینہ بسینہ اس کا تحفظ کرتی ہو جیسا کہ دور جاہلی میں عربوں کا دستور تھا' (۹) ایسے معاشرے میں کتب خانے کم پائے جائیں گے۔

ایسے معاشرہ میں علماء و ادباء کے صدور (سینوں) کو "خزائن العلم" کتب خانے سمجھا اور کہا جاتا تھا(۱۰) دنیا کی جس قوم میں بھی نوشت و خواند کا رواج تھا اس قوم میں کتب خانے کتابی صورت میں پائے جاتے تھے خواہ اس قوم کے کسی مخصوص طبقہ میں تعلیم محدود رہی ہو۔

دور جاہلی میں قرات و کتابت اور کتب خانوں کی قلت کے اسباب:

جیسا کہ گزر چکا عہد جاہلی میں نوشت و خواند کا رواج عربوں میں کم ہی تھا اس نسبت سے اس معاشرہ میں کتب خانے بھی کم پائے جاتے تھے' اس کے حسب ذیل وجوہ و اسباب تھے۔

۱۔ ان کے ذرائع آمدنی محدود تھے۔
۲۔ سامان کتابت کی قلت تھی۔
۳۔ سامان کتابت کی فراہمی میں دشواری تھی۔

۴۔ پھر بات بات پر معرکہ آرائی کی وجہ سے ثقافتی ورثہ کا تحفظ بھی ان کے لئے بہت مشکل کام تھا بدووں کا مستقل قیام بھی کم ہی کسی جگہ ہوتا تھا۔

۵۔ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہر اعتبار سے تکمیل کا محتاج تھا اس میں ہر چیز اپنے ابتدائی مدارج سے گزر رہی تھی، علم و فن کا بھی یہی حال تھا وہ بھی انہی مراحل سے گزر رہا تھا چنانچہ گزشتہ متمدن اقوام کا علمی و ثقافتی ورثہ بھی بہت ہی کم اور بمشکل محفوظ رہ سکا جو موجود ہے وہ آثار قدیمہ کی حیثیت سے دنیا کے عجائب گھروں کی زینت بنا ہوا ہے اور اس کی حیثیت ایک یادگار سے زیادہ نہیں، عربوں کی بیشتر آبادی صحرائی تھی ان کا کوئی مستقل مستقر اور ٹھکانہ نہیں تھا، جہاں پانی چارہ دیکھا بسیرا کیا پھر آگے کا راستہ لیا ایسی معاشرت میں کسی چیز کی حفاظت کیونکر ہو سکتی تھی۔

مکہ، مدینہ، طائف اور انبار میں بعض مدارس تھے جہاں نوشت و خواند کا انتظام تھا اساتذہ اس خدمت پر مامور تھے، چنانچہ مورخ محمد ابن حبیب نے کتاب المحبر میں دور جاہلی اور ابتداء عہد اسلامی کے بعض اساتذہ و معلمین کے متعدد نام گنوائے ہیں (۱۱)۔

عربوں کے مشہور شہر :

عربوں کے مشہور شہر تین تھے ا۔مکہ ۲۔مدینہ ۳۔طائف انہی شہروں میں کچھ پڑھے لکھے افراد پائے جاتے تھے، ان کے پاس یا پھر ان شعراء کے پاس جن کی شاہان حیرہ وغیرہ کے دربار سے وابستگی تھی، تھوڑا بہت ثقافتی ورثہ موجود تھا۔

عہد جاہلی کی وسعت اور ثقافتی و علمی سرمایہ کی قلت:

دور جاہلی اگرچہ وسیع تر زمانہ ہے لیکن اس دور کا علمی سرمایہ جو ہم تک پہنچ سکا ہے، وہ ڈیڑھ دو سو سال سے زیادہ قدیم نہیں (۱۲) وہ زیادہ تر ان اسی (۸۰) نوے (۹۰) شاعروں کے دواوین پر مشتمل ہے جن کا تعلق مختلف عرب قبائل سے تھا جنہیں ابو عمرو شیبانی (۹۴ - ۲۰۶ھ - ۷۱۳ - ۸۲۵ء)۔ نے ترتیب دیا تھا (۱۳) جن میں غالباً بیشتر قدیم شعراء تھے، اس دور کے جن نامور شاعروں کا تذکرہ ارباب تحقیق کو مل سکا ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے جیسا کہ ابن سلام جمحی کے طبقات فحول الشعراء اور اصمعی کے فحولۃ الشعراء کے مطالعہ سے عیاں ہے، ممکن ہے ان میں

سے بیشتر کے پاس ذاتی کتب خانے ہوں مگر ہمیں تحقیق و جستجو سے جن کتب خانوں کا سراغ لگ سکا ہے وہ بہت کم ہیں اس لئے کہ ان کے کلام کا بیشتر حصہ جو اہل علم کے حافظوں میں محفوظ تھا اسلامی فتوحات و غزوات میں ان کی شرکت و شہادت سے وہ سینوں سے سفینوں میں منتقل نہیں ہو سکا اور انہی کے ساتھ قبروں میں چلا گیا۔ (۱۴)

تاہم قلیل تعداد بھی عربوں میں ذاتی کتب خانوں کے پائے جانے کا نہایت واضح ثبوت ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دور جاہلی میں بھی کتابت و قرات عربوں میں ان کے کمال علمی کی دلیل تھی۔ اس معاشرہ میں پڑھے لکھے خال خال تھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس لکھنے پڑھنے کا سامان کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا جس سے ان کی علمی استعداد برقرار رہتی اور ذوق علمی کو تسکین حاصل ہوتی تھی ایسے تمام تعلیم یافتہ افراد کے پاس جس شکل میں بھی تحریری سرمایہ موجود تھا وہ دور جاہلی کے کتب خانوں کے زمرہ میں داخل ہے، وہ علمی و ثقافتی ذخیرہ ان کا ذاتی کتب خانہ تھا۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ دور جاہلی میں ثقافتی ورثہ کتب خانہ انہی "مردان کامل" کے پاس موجود تھا۔

عوامی و نیم عوامی کتب خانوں کے فقدان کی وجہ:

دور جاہلی میں تعلیم کا رواج کم تھا اس لئے عوامی یا نیم عوامی قسم کے کتب خانوں کا ہمیں سراغ نہیں لگ سکا، ممکن ہے جن مکاتب و مدارس میں تعلیم کا انتظام ہو ان میں کچھ سامان کتابت و قرات بھی رکھا جاتا ہو، اس سے اساتذہ اہل علم اور طلبہ استفادہ کرتے ہوں، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاہی اور انفرادی و اختصاصی کتب خانے دور جاہلی میں موجود تھے۔

وہ مردان کامل جن کے متعلق ہمیں تاریخ و تذکرہ میں اس امر کی شہادت مل سکی کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتے اور لکھتے پڑھتے رہتے تھے یہ امر ان کے پاس علمی و ثقافتی ورثہ "کتب خانہ" ہونے کی واضح دلیل ہے۔

ایسے مردان کامل کے لئے مورخین و تذکرہ نگار جو گوناگوں تعبیرات اور جملے استعمال

کرتے ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں چنانچہ وہ کسی کے متعلق لکھتے ہیں:

۱۔ حصل الکتب، وعلم علما کثیرا [۱۵]

اس نے کتابیں جمع کیں اور بہت زیادہ علم حاصل کیا۔

۲۔ کسی کی نسبت کہتے ہیں

کان ممن قرا الکتب [۱۶]

وہ ان میں سے تھا جنہوں نے کتابیں پڑھی تھیں۔

۳۔ کسی کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں۔

نظر الکتب و قراھا [۱۷]

اس نے کتابیں دیکھی تھیں اور انہیں پڑھا تھا۔

۴۔ کسی کی علمی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کان .. یاخذھا (الفاظا) کثیرۃ من الکتب (المتقدمۃ و باحادیث من احادیث اھل الکتاب [۱۸]

وہ کتب قدیمہ سے زیادہ الفاظ لیکر اشعار میں استعمال کرتا تھا اور اہل کتاب کی داستانوں کی تلمیحات استعمال میں لاتا تھا (جسے عرب سمجھ نہیں پاتے تھے)۔

۵۔ کسی کے حالات زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

کانت تنظر فی الکتب [۱۹]

وہ خاتون کتابوں کا مطالعہ کرتی تھی۔

۶۔ کسی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کانت قد قرات الکتب [۲۰]

اس خاتون نے کتابیں پڑھیں اور ان کا مطالعہ کیا تھا۔

۷۔ کسی کے متعلق لکھتے ہیں۔

کان یکتب بالعربیۃ (۲۱)

وہ عربی میں لکھتا تھا۔

۸۔ کسی دانشور و حکیم کا اپنے تحریری سرمایہ کو "کنز العلم" خزانہ علمی کے الفاظ سے یاد کرنا۔ (۲۲)

شاہان وقت کا کسی حکیم و دانشمند سے اس کے حکیمانہ اور زریں اقوال قلمبند کراکر منگوانا (۲۳)

شناخت کتب خانہ کے مذکورہ بالا وہ اصول ہیں جو ہم نے تاریخ و سیر کی کتابوں کے مسلسل مطالعہ اور تتبع و استقراء سے معلوم کئے ہیں جن کی روشنی میں ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ مورخین کا یہ اسلوب بیان دور جاہلی کے ادباء' شعراء اور علماء و حکماء اور دانشوروں کے پاس کتب خانہ ہونے کی صریح دلیل ہے۔

دور جاہلی کے کتب خانوں میں انہی دانشوروں ' شاعروں' سحرطراز خطیبوں اور تعلیم یافتہ شخصیات کے علمی ذخیروں کو قابل التفات سمجھا گیا ہے۔ جن کے متعلق مورخین و تذکرہ نگاروں نے تصریح کی ہے کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے' یا ایسے قرائن و شواہد پائے گئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پڑھتے لکھتے تھے جاہلی معاشرے میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اس لئے ان کا علمی و ثقافتی ورثہ بھی قلیل تھا تاہم ایسے معاشرہ میں تھوڑا بہت ذخیرہ بھی ان کے پاس علمی خزانے اور کتب خانے کی موجودگی کا بین ثبوت ہے۔

ہمیں جستجو' مسلسل مطالعہ اور استقراء و تتبع سے جن ارباب علم و فضل کے متعلق معلومات فراہم ہو سکی ہیں انہی منتشر اور گوناگوں معلومات سے یہ گلدستہ تیار کیا گیا ہے۔

دور جاہلی میں بعض نہایت نامور ارباب علم و کمال اور شاعر گزرے ہیں لیکن جن کے متعلق ارباب تذکرہ نگار نے لکھنے پڑھنے کی تصریح نہیں کی یا شواہد و قرائن نہیں مل سکے انہیں اس بزم میں شامل نہیں کیا گیا۔

وہ شعراء حکماء اور ارباب علم جن کا بیشتر زمانہ ' دور جاہلی میں گزرا اور مورخین و تذکرہ نگاروں نے انہیں دور جاہلی کی کامل ترین شخصیات میں شمار کیا ان کو دور جاہلی میں داخل کیا گیا

ہے، حالانکہ ان میں سے بعض نے جاہلی و اسلامی دونوں زمانے پائے ہیں انہیں مخضرمین میں بھی داخل کیا جا سکتا ہے۔ مگر ان کا زیادہ تر زمانہ دور جاہلی میں بسر ہوا اور انہوں نے لکھنے پڑھنے میں کمال بھی اسی زمانے میں حاصل کیا تھا جیسا کہ مورخین کی تصریحات سے عیاں ہے اس لئے انہیں دور جاہلی کے علماء و فضلاء میں اور ان کے علمی ذخیرے کو دور جاہلی کے کتب خانوں میں شمار کیا گیا یہ امران کے علم و کتب سے شغف و محبت کا نہایت واضح ثبوت ہے۔

اس مختصر مقالے میں دور جاہلی کے کل اٹھائیس(۲۸) کتب خانوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں مکہ کے چھ کتب خانے ہیں، ان میں دو(۲) خواتین کے کتب خانے تھے جو اس امر کی نہایت روشن دلیل ہے کہ دور جاہلی میں قریش کا معاشرہ عرب کے دیگر قبائل کے مقابلہ میں زیادہ ترقی یافتہ معاشرہ تھا کہ اس میں خواتین بھی اپنا ذاتی کتب خانہ رکھتی تھیں، جس سے مشہور امام لغت احمد بن فارس" کے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ دور جاہلی میں عرب معاشرہ اہل علم اور تعلیم یافتہ خواتین سے بھی خالی نہ تھا، صرف کم و بیش کا فرق تھا۔

طائف میں ایک کتب خانہ، مدینہ میں چھ کتب خانے نجد میں سات، نجران اور یمن میں ایک ایک کتب خانہ، حیرہ (عراق) میں چار کتب خانے اور شام میں ایک کتب خانہ تھا مذکورہ بالا تعداد سے دور جاہلی میں عربوں کی علمی و ثقافتی سرگرمیوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کعبتہ اللہ علم و آگہی کا مرکز اولین:

عہد جاہلی میں مکہ میں کعبتہ اللہ عربوں کے علم و آگہی کا اولین مرکز تھا جو ان کے دل و دماغ کو علم کی روشنی عطا کرتا اور روح کو تازگی و طمانیت بخشتا تھا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں وہ کتب خانے کے تمام وظائف، تعلیم، تحقیق، اطلاعات اور ذوق جمال کی تسکین کا سامان فراہم کرتا تھا اس لئے عرب جن کا اصل علمی سرمایہ شعر و شاعری تھا جسے "دیوان العرب" کہا جاتا ہے دور جاہلی میں وہ اپنے نامور شعراء کے بے نظیر و معرکتہ الاراء قصائد ایام حج میں در کعبہ پر آویزاں کرتے رہے ہوں تو کچھ بعید نہیں، جو تاریخ میں معلقات کے نام سے مشہور ہیں (۲۴) گو بعض محققین کو اس امر سے انکار ہے لیکن ان کے دلائل بھی اس باب میں قطعی و حتمی نہیں، انہی وجوہ سے محقق عصر عبدالسلام محمد ہارون نے لکھا ہے۔

معلقات کی وجہ تسمیہ کی صحت یا اس کی جرح پر اگر وہ صحیح تسلیم کی جائے تو بھی قطعی

فیصلہ ممکن نہیں، اس باب میں کسی ایک قول کو ترجیح دینا ہو گی، میں نے اس موضوع پر معاصرین کی بحثوں کو پڑھا بعض نے تائید کی، بعض نے تردید کی ہے لیکن میں اس بحث میں کسی سے مطمئن نہیں ہو سکا، میں یہی کہتا ہوں کہ یہ قدیم ادب کی مشکلات میں سے ایک مشکل ہے (۲۵) تاہم اس تاریخی حقیقت کا انکار ممکن نہیں کہ اسلام کی آمد سے قبل دور جاہلی میں خزاعہ اور عبدالمطلب کے مابین جو عہد نامہ ہوا وہ ابو قیس بن عبد مناف نے تحریر کیا اسے در کعبہ پر آویزاں کیا تھا (۲۶) اور اس کے بعد سن سات نبوی میں مسلمانوں کے مقاطعہ کا تحریری معاہدہ بھی در کعبہ پر آویزاں کیا گیا تھا (۲۷) یہ تاریخی واقعے اس امر کے شاہد ہیں کہ عربوں میں تحریری دستاویزوں کو در کعبہ پر آویزاں کرنے کا دستور تھا جس کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ اسلام میں کعبہ کو علم و آگہی کا اولین مرکز و منبع کہا جا سکتا ہے اور یہی اساس کتب خانہ ہے۔

تحریری مواد:

دور جاہلی اور آغاز دور اسلامی میں لکڑی کے پتلے لمبے ٹکڑوں، ریشمی کپڑوں یا چمڑے کے لمبے ٹکڑوں پر لکھا جاتا تھا، لکڑی کے ٹکڑوں کو یکجا کر کے چھت سے اور ریشمی پارچہ جات اور چمڑوں کے ٹکڑوں کو لکڑی سے لپیٹ کر یا کبھی تلوار کے دستہ میں رکھ کر چھت یا دیوار سے لٹکا دیتے تھے، لپیٹ کر رکھنے میں زیادہ علمی ذخیرہ تھوڑی جگہ میں آ جاتا تھا اور علمی ورثہ چوہوں، کیڑوں اور دیمک کی دسترس سے محفوظ رہتا تھا نیز آتے جاتے اس پر نظر رہتی تھی، دیمک یا کیڑا لگتا تو جلدی اور آسانی سے اس کا تدارک کیا جا سکتا تھا (۲۸) معلوم ہوتا ہے آیہ شریفہ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب ط (الانبیاء:۱۰۴) جس روز ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے لپیٹتے ہیں طور میں کاغذ غالباً اسی طرف اشارہ ہے۔

اس سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ دور جاہلی اور آغاز دور اسلامی میں کتابوں کی تقطیع مستطیل ہوتی تھی انہیں لپیٹ کر رکھا جاتا تھا۔

کتابوں کی تقطیع میں تبدیلی اور ذخائر کی وضع و ترتیب میں انقلابی تبدیلی کاغذ کی ایجاد کے بعد آئی ہے۔

مکہ میں کتب خانے

۱۔ زید بن عمرو کا کتب خانہ:

زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی قرشی عدوی بہ زمانہ جاہلی کا دانشور عالم و شاعر تھا اس نے نصرانیوں اور یہودیوں کی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں، یہ لوگوں کو بت پرستی، بتوں کے نام نذر نیاز کرنے اور لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے روکتا تھا انہیں دین ابراہیمی کی طرف بلاتا تھا۔ شام بھی گیا تھا وہاں اس نے راہبوں کی عبادت کا طریقہ دیکھا اور سیکھا تھا لیکن ورقہ کی طرح یہودیت یا نصرانیت قبول نہیں کی تھی، یہ مکہ آیا اور دین حنیفی پر قائم رہا اس کی طرف قریش کو دعوت دیتا تھا اس لئے وہ اس کے مخالف تھے انہوں نے اسے مکہ سے نکال دیا یہ حراء کی طرف چلا گیا خطاب جو اس کے چچا تھے دن میں اسے مکہ میں نہیں آنے دیتے تھے یہ رات میں آتا تھا۔

اس نے ورقہ کا مرثیہ لکھا تھا، رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تھا اور اس کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ قیامت کے دن امۃ واحدہ بن کر اٹھے گا، (۲۹)

۲۔ نضر بن الحارث بن علقمہ قرشی کا اختصاصی کتب خانہ:

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خالہ زاد بھائی (۳۰) بہادر اور سرداران قریش میں سے تھا۔ نضر اور اس کا باپ دونوں پڑھے لکھے اور دانشور تھے فارسی پر بھی اسے عبور حاصل تھا یہ بڑا عیار اور آپ کا جانی دشمن تھا، آپ کی عداوت میں یہودیوں اور نصرانیوں سے میل جول رکھتا (۳۱) بانسری فارسی سروں میں خوب بجاتا تھا (۳۲) جنگ بدر میں کفار کا جھنڈا اٹھائے لڑنے آیا تھا مسلمانوں کے ہاتھوں کا ہی زخم کھا کر گرفتار ہوا اور قتل کیا گیا جب الکتاب کی تعلیمات سے عربوں کی زندگی میں انقلاب رونما ہونے لگا اس کی دل آویزی انہیں اپنا اسیر کرنے لگی وہ اسلام قبول کرتے اور مصائب و تکالیف جھیلنے لگے تو اس کی حمیت جاہلیت جاگ اٹھی اس نے وحی الہی کے مقابلہ میں جاہلی لٹریچر ایرانی داستانیں اور لایعنی قصے "لہو الحدیث" ان کے سامنے پیش کرنے شروع کئے جو اس کے پاس ذخیرہ تھے، یہ قریش سے کہتا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عاد ثمود کی داستان سنتے ہو، آو میں تمھیں شاہان فارس اور رستم واسفندیار کے قصے سناتا ہوں اس طرح یہ

لوگوں کو راہ راست سے روکتا تھا (۳۳) انہی وجوہ سے محمد بن حبیب نے اس کا شمار زنادقہ قریش میں کیا ہے (۳۴)۔

یہ اہل مکہ سے کہتا تھا:

واللہ ما محمد باحسن حدیثا منی وماحدیثہ الا اساطیر الاولین اکتتبہا کما اکتتبہا (۳۵)

> واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں میری باتوں سے زیادہ اچھی نہیں، ان کی باتیں داستان پارینہ ہیں انہوں نے وہ لکھوا کر محفوظ کرالی ہیں جیسا کہ میں تمھیں لکھوا کر انہیں محفوظ کراتا ہوں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے اس زمانے میں وہ پڑھے لکھے جن کی معلومات اقوام و ادیان اور اہل کتاب کے متعلق زیادہ نہ تھیں اور اگر تھیں بھی تو اہل فارس کی تاریخی معلومات بالکل نہ تھیں، وہ اس کی مجلس میں بیٹھ کر یہ معلومات قلمبند کرتے اور اپنے کتب خانے میں اضافہ کرتے تھے۔

اس طرح ایک کتب خانے کے ذخائر سے دوسرے کتب خانے بنتے رہتے تھے اور کتابوں میں اضافہ ہوتا رہتا تھا۔

۳۔ الحارث بن علقمہ قرشی کا کتب خانہ:

یہ نضر کا باپ اور پڑھا لکھا تھا کتابیں نقل کرتا اور شام وحیرہ سے جو اس دور میں کتابوں کے مرکز تھے، کتابیں خرید کر جمع کرتا تھا، اس کے پاس عربوں کے ادب و تاریخ کے علاوہ ملوک حیرہ و شاہان فارس کی تاریخ و ادب کا ذخیرہ بھی محفوظ تھا۔ اس لئے اس کے کتب خانے کو اختصاصی کتب خانے کی حیثیت حاصل تھی۔

دور جاہلی میں جن چند قریشی کتب خانوں کا سراغ لگ سکا ان میں الحارث بن علقمہ اور اس کے فرزند نضر کا کتب خانہ متنوع علوم کے اعتبار سے اپنی نوعیت کے واحد کتب خانے قرار دیئے جا سکتے ہیں نیز مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں الحارث اور نضر کا کتب خانہ عجمیوں کی تاریخی داستانوں اور کارناموں پر مشتمل تھا۔

۴۔ ورقہ بن نوفل کا کتب خانہ:

یہ عالم و دانشور اور ذبیحہ و بت پرستی سے گریزاں تھا تلاش حق میں نصرانی مذہب اختیار کیا سریانی، عبرانی اور عربی تینوں زبان کا ماہر تھا کتب سماوی کا مطالعہ کیا تھا اور کتابیں پڑھتا رہتا تھا، انجیل کا عبرانی سے عربی میں ترجمہ شروع کیا تھا لیکن یہ معلوم نہیں پورا بھی کر سکا تھا یا نہیں؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں اس کا ذاتی ذخیرہ کتب عبرانی اور عربی زبانوں کے ادب تاریخ اور مذہبی کتابوں پر مشتمل تھا۔ نصرانی سریانی میں لکھتے اور یثرب کے یہودی عبرانی میں تورات کی تفسیر کرتے تھے اس لئے کچھ بعید نہیں کہ موصوف سریانی بھی جانتے ہوں اور سریانی ادب کا ذخیرہ بھی ورقہ کے پاس موجود ہو (۳۶)۔

مورج بن عمرو سدوسی نے "کتاب حذف من نسب قریش" میں موصوف کے متعلق تصریح کی ہے کان ممن قرا الکتب (۳۷) یہ ان دانشوروں میں سے تھے جنہوں نے کتابوں کا مطالعہ کیا تھا۔

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی اتری اور اس کا ماجرا حضرت خدیجہؓ کو سنایا، وہ آپؐ کو اس کے پاس لے کر آئی تھیں جس کا تفصیلی ذکر صحیح البخاری میں مذکور ہے۔ (۳۸)، اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ پایا تھا۔ لیکن اس کے اسلام میں اختلاف ہے بعض علماء ایمان کے قائل اور بعض منکر ہیں، مورخ ذھبی، سیر اعلام النبلاء میں رقمطراز ہیں۔

اما ورقة فتنصر واستحکم فی النصرانیہ وحصل الکتب وعلم علما کثیرا، ورقة لو ادرک هذا (تعذیب بلال) یعد من الصحابة، وانمامات الرجل فی فترة الوحی بعد النبوة وقبل الرسالة (الدعوة) کما فی الصحیح (۳۹)

لیکن ورقہ نے نصرانی مذہب اختیار کیا اور اس پر قائم رہا کتابیں جمع کیں اور بہت علم حاصل کیا، ورقہ نے اگر حضرت بلالؓ کی کفار کے ہاتھوں ایذا رسانی کا زمانہ پایا ہوتا تو اس کا شمار صحابہ میں کیا جاتا یہ نبوت کے بعد اور قبل دعوت رسالت فترہ وحی کے زمانے میں مر گیا جیسا کہ صحیح میں مذکور ہے۔

حصل الکتب و علم علما کثیرا کے مذکورہ بالا الفاظ اس کے پاس کتب خانہ ہونے کا بین

ثبوت ہیں۔

مورخین جو اس کے اسلام کے قائل ہیں ان کی تحقیق کے مطابق صحابہؓ میں سب سے پہلا نجی کتب خانہ ورقہ بن نوفل کا قرار پاتا ہے (۴۰)

دور جاہلی کے کتب خانوں میں موصوف کے کتب خانے کو اختصاصی کتب خانہ کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ اس میں مختلف زبانوں میں مذہبی لٹریچر موجود تھا۔

مکہ میں خواتین کے کتب خانے

فاطمہ بنت مرخثعمیہ کا کتب خانہ

یہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی معاصر تھی، پڑھی لکھی شاعرہ اور نہایت حسین و جمیل خاتون تھی، چنانچہ ہشام بن محمد بن السائب کلبی، ابوالفیاض خثعمی سے ناقل ہے۔

وکانت قد قرات الکتب (۴۱)

اور اس نے کتابیں پڑھی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے مکہ میں خواتین کے یہاں بھی شخصی کتب خانہ موجود تھا، اور مکہ میں یہ خواتین کا دوسرا کتب خانہ تھا۔

قریشی خاتون قتیلہ کا کتب خانہ:

یہ قریشی خاتون ورقہ کی ہمشیرہ دانشور و عالمہ تھی، موصوفہ کے پاس بھی کتابوں کا ذخیرہ تھا اس کا مطالعہ کرتی رہتی تھی چنانچہ مورخ واقدی کا بیان ہے۔

کانت تنظر فی الکتب (۴۲)

موصوفہ کتابوں کا مطالعہ کرتی رہتی تھیں۔

ڈاکٹر جواد علی کا خیال ہے کہ یہ سریانی اور عبرانی زبانیں بھی جانتی تھی (۴۳) بلکہ جب ورقہ کی بینائی جاتی رہی تھی یہی اسے مذہبی کتابیں پڑھ کر سناتی تھی۔

اس حقیقت کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قریش کی بعض خواتین کے پاس ذاتی کتب خانہ موجود تھا۔

طائف میں کتب خانہ

امیہ بن ابی الصلت کا کتب خانہ:

یہ ادیب، شاعر، حکیم، عالم و عابد تھا شراب و بت پرستی کو حرام سمجھتا تھا، روزے رکھتا تھا حشر و نشر کا قائل تھا، ٹاٹ جیسا لباس پہنتا تھا، اس کا باپ اور بیٹا قاسم بھی شاعر تھے یہ اور ورقہ دونوں تلاش حق میں شام گئے تھے (۴۴) غالباً وہاں سے یہ کتابیں لایا تھا، دینی کتابیں پڑھتا تھا اس کا مطالعہ وسیع تھا چنانچہ زبیر بن بکار نے اپنے چچا سے نقل کیا ہے۔

کان امیة فی الجاهلیة نظر الکتب و قراها (۴۵)

امیہ نے دور جاہلی میں کتابوں کا مطالعہ کیا اور دینی کتابوں کو پڑھا تھا۔

اس نے دینی کتابوں کا اتنا گہرا مطالعہ کیا تھا کہ اپنے اشعار میں کتب قدیمہ کے ایسے الفاظ اور تلمیحات استعمال کرتا تھا جنہیں وہ سمجھتا تھا یا کچھ وہ سمجھ سکتے تھے جن کی نظر مذہبی لٹریچر پر تھی مگر عام عرب ان کو نہیں جانتے تھے، انہی وجوہ سے ائمہ لغت اس کے اشعار سے استدلال نہیں کرتے۔

اس نے عرب میں سب سے پہلے سرنامہ پر باسمک اللھم (اے اللہ میں تیرے نام سے کام کا آغاز کرتا ہوں) لکھا اور پھر قریش نے بھی سرنامہ پر یہی لکھنا شروع کیا (۴۶)۔

اس سے ثابت ہوتا کہ موصوف کے پاس مراسلات اور کتابوں کا ذخیرہ تھا۔

مدینہ میں کتب خانے:

حضرت ابی بن کعب انصاری کا کتب خانہ:

دور جاہلی میں پڑھے لکھے اور دانشوروں میں ان کا شمار تھا، مورخ ابن سعد کا بیان ہے۔

اور ابی، اسلام سے پہلے جاہلیت میں لکھتے پڑھتے تھے اور عرب میں لکھنے پڑھنے کا چلن کم تھا، اور موصوف اسلام کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی (قرآن) لکھتے تھے۔ (۴۷)

مورخ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں تصریح کی ہے کہ موصوف نے سب سے پہلے وحی کی

کتابت کی اور کتب فلاں بن فلاں' فلاں کی طرف سے فلاں کو لکھا گیا کا سلسلہ شروع کیا تھا (۴۸)

خیر الدین زرکلی نے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعب کتب قدیمہ کے بھی عالم تھے (۴۹) اسلام لائے تو بدر و احد اور دوسرے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے' آپ ؐ نے انہیں "سید القراء" (قاریوں کا سردار) کا لقب دیا' قرآن کا کاتب بنایا ان چار یا چھ صحابہؓ میں ان کا شمار ہے جنھوں نے عہد رسالت میں قرآن جمع اور یاد کیا تھا اور ان مجتہدین و حفاظ حدیث میں سے ہیں جو عہد رسالت میں فتوی دیتے تھے اور قرآن جمع کیا تھا (۵۰)۔

موصوف کا مصحف محمد بن عبدالملک انصاری کے پاس "قریہ الانصار" میں جو بصرہ سے دو فرسخ کی مسافت پر واقع تھا موجود تھا۔ ابن الندیم نے اس کو دیکھا تھا کتاب الفہرست میں اس کا اس نے تعارف کرایا ہے (۵۱)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابی بن کعب کے پاس کتابی ذخیرہ موجود تھا اور ان کا مصحف چوتھی صدی ہجری تک بصرہ میں محفوظ تھا۔

بشیر بن سعد خزرجی انصاری کا کتب خانہ:

زمانہ جاہلیت میں موصوف کا شمار ان تعلیم یافتہ افراد میں تھا جو لکھتے پڑھتے رہتے تھے' مورخ ابن سعد کا بیان ہے حضرت بشیر رضی اللہ عنہ دور جاہلی میں عربی میں لکھتے پڑھتے تھے اور اس زمانے میں عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا (۵۲)۔

اس سے ظاہر ہے کہ موصوف کے پاس کتابی ذخیرہ موجود تھا۔

حضرت بشیر بن سعدؓ عبداللہ بن رواحہ کے بہنوئی تھے بدری صحابی ہیں تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۷ھ میں عمرۃ القضا کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موصوف کو مدینہ کا گورنر بنایا تھا' انصار میں سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ سے انہی نے بیعت کی تھی' عہد صدیقی میں جنگ یمامہ سے واپسی پر عین التمر میں شہادت پائی۔

ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے ان کے فرزند نعمان پیدا ہوئے تھے اور ابراہیم بن بشیر شاعر تھے۔ (۵۳)

ابو مالک رافع بن مالک بن عجلان خزرجی انصاری کا کتب خانہ:

عہد جاہلی کے مردان کامل پڑھے لکھے دانشوروں میں سے تھے' چنانچہ مورخ ابن سعد کا بیان ہے۔

> رافع بن مالک مردان کامل میں سے تھے' جاہلیت میں کامل وہ شخص ہوتا تھا جو لکھتا پڑھتا' تیرتا اور تیر اندازی خوب جانتا تھا۔ کتابت و قرات کا عرب قوم میں چلن کم تھا (۵۴) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موصوف کے پاس لکھنے پڑھنے کا ذخیرہ کتب خانہ موجود تھا۔ حضرت رافع اور معوذ بن عفرا انصار میں سب سے پہلے مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اسلام لائے تھے' نقباء انصار میں ان کا شمار ہے یہ بدر میں شریک نہ ہو سکے لیکن ان کے فرزند رفاعہ اور حلاد شریک ہوئے تھے' احد میں شریک ہوئے اور شہادت پائی (۵۵)۔

سوید بن الصامت کا کتب خانہ:

زمانہ جاہلیت میں اس کا شمار مردان کامل (تعلیم یافتہ مہذب افراد میں تھا' مزید برآں یہ شعر گوئی' بہادری اور حسب و نسب میں بھی ممتاز تھا' مورخ ابن الاثیر اس کے متعلق اسد الغابہ میں رقمطراز ہیں۔

> کان شاعرا محسنا کثیر الحکم فی شعرہ' وکان قومہ یدعونہ الکامل لحکمۃ شعرہ' وشرفہ فیھم (۵۶)

> یہ اچھا شاعر تھا اپنے اشعار میں حکمت زیادہ بیان کرتا تھا' اس کی قوم اس مرد کامل کے پاس اس کے حکیمانہ اشعار اور اس کے شرف کی وجہ سے جو اسے اپنی قوم میں حاصل تھا آتی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دور جاہلی میں تعلیم یافتہ افراد کو علم سے آراستہ ہونے کی وجہ سے معاشرہ میں قدر و منزلت حاصل تھی اور لوگ ان سے استفادہ کی خاطر اس کے پاس آتے تھے' اخیر عمر میں حج و عمرہ کی غرض سے مکہ میں آیا اور دار بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرا' رسالتماب

سے ملاقات ہوئی بہت بوڑھا تھا' آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے کہا میرے پاس حکمت و دانائی کی کتاب ہے' آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے "مجلہ لقمان" پیش کیا آپ نے فرمایا میرے پاس اس سے بھی افضل و اعلیٰ کتاب "قرآن" ہے جو سراسر ہدایت و نور ہے۔

پھر یہ مدینہ چلا گیا مجذر بن زیاد نے اس خیال سے کہ یہ مسلمان ہو گیا ہے جنگ بعاث (۵۷) سے قبل اسے مدینہ میں قتل کر دیا (۵۸)۔

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوا کہ یہ کتابوں کا مطالعہ کرتا رہتا اور سفر میں بھی کتاب ساتھ رکھتا تھا' اس سے ظاہر ہے کہ اس کے پاس بھی کتابوں کا ذخیرہ و کتب خانہ تھا' اور اس کا ذخیرہ کتب اختصاصی نوعیت کا تھا' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجلہ لقمان آخر عہد جاہلی تک موجود تھا۔

نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر فن میں کتاب کہلانے کی مستحق وہی کتاب ہے جو رہنمائی و روشنی کا کام دے' ورنہ وہ کتاب' کتاب کہلانے کی مستحق نہیں۔

ابو محمد عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ انصاری خزرجی' عہد جاہلی کے دانشور اور مردان کامل میں سے تھے' انصار کے نقیب اور بیعت عقبہ میں شریک تھے فتح مکہ کے سوا تمام غزوات میں شریک تھے' خزرجی فحول شعراء (نامور شعراء) میں حسان بن ثابت' کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ کا شمار ہے (۵۹) دربار رسالت کے شاعر تھے' ابن سعد کا بیان ہے۔

كان يكتب في الجاهلية وكانت الكتابة في العرب قليلة (۶۰)۔

یہ جاہلیت میں لکھتے پڑھتے تھے اور لکھنے پڑھنے کا عرب میں کم رواج تھا۔

سورۃ الشعراء کی مندرجہ ذیل آیات میں الا الذین امنوا میں جو استثناء ہے وہ انہی کے متعلق ہے

والشعرآء يتبعهم الغاون (۲۲۴)

اور رہے شاعر تو ان کی پیروی بد راہ لوگ کرتے ہیں

الم تر انهم في كل واد يهيمون (۲۲۵)

کیا تجھے خبر نہیں کہ وہ (شاعر) ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں۔

الا الذين آمنو و عملوا الصلحت وذكروا الله كثيرا وانتصروا من بعد ماظلموا (۲۲۷)

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور بعد

اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا اس کا بدلہ لیا تو وہ اسی حکم میں داخل نہیں)۔

ابو عقیل لبید بن ربیعہ بن مالک عامری:

دور جاہلیت کے نامور شاعر شہسوار اور سخی تھے سبع معلقات میں چوتھا انہی کا معلقہ ہے' وفد بنی کلاب کے ہمراہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اسلام لائے پھر شعر گوئی چھوڑ دی 'کوفہ میں سکونت اختیار' کی دور جاہلی میں لکھتے پڑھتے تھے' حافظ ابن حجر کتاب الاصابہ میں رقمطراز ہیں۔

کان یومن بالبعث مثل غیرہ من عقلاء الجاهلیة کقیس بن ساعدة وزید بن عمرو

زمانہ جاہلیت میں حشر و نشر پر ایمان رکھتے جیسے جاہلی دانشور قیس بن ساعدہ اور زید بن عمرو وغیرہ رکھتے تھے'

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اصدق کلمة قالها الشاعر الا کل شئی ماخلا اللہ باطل

سب سے زیادہ سچا کلمہ شاعر (لبید) کا یہ مصرعہ ہے سنو' اللہ کے ماسوا ہر چیز باطل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حاکم کوفہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ لبید اور اعتب عجلی نے جو کلام دور اسلامی میں کہا ہو قلمبند کراو' تو موصوف گھر میں گئے سورہ بقرہ و آل عمران لکھ کر پیش کی اور کہا اللہ تعالی کے کلام کے بعد میں نے شعر کہنا چھوڑ دیا' حضرت عمرؓ نے ان کا وظیفہ اور بڑھا دیا (۶۱) ان کی بیٹی بھی شاعرہ تھیں (۶۲)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے شعر گوئی سے کنارہ کشی کے باوجود ان کے گھر میں سامان کتابت موجود تھا کچھ بعید نہیں کہ ثقافتی اور علمی ورثہ بھی نہان خانہ میں محفوظ ہو۔

نجد میں کتب خانے

اکثم بن صیفی کا کتب خانہ:

جاحظ نے موصوف کا تعارف حسب ذیل الفاظ میں کرایا ہے۔

ومن الخطباء البلغاء والحکام الروساء اکثم بن صیفی۔ (۶۳)

اور فصیح و بلیغ خطیبوں اور سردار حکام میں سے اکثم بن صیفی تھا۔

یہ عہد جاہلی کا نامور دانشور و حکیم تھا اس نے لمبی عمر پائی تھی اس کی حکمت آمیز باتیں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں شاہان وقت اس کے زرین اقوال اور ضرب الامثال کے شیدائی تھے (۶۴) چنانچہ شاہ نجران بادشاہ شام حارث بن ابی شمر غسانی (۰۰۰۔۸ھ =۔۔۔ ۔ ۶۳۰ء) شاہ حیرہ نعمان بن منذر اس سے فرمائش کرتے تھے کہ اپنے اقوال زریں تحریر فرمائیں اور انہیں بھیج دیں۔ (۶۵)

اس نے اسلام کا ابتدائی زمانہ پایا اور اپنے قبیلہ کے سو افراد کے ہمراہ اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ آ رہا تھا کہ راستہ ہی میں مر گیا۔

اس کا پڑھنا لکھنا اور اپنے حکیمانہ اقوال قدر دانوں کی فرمائش پر انہیں بھیجنا اس کے پاس کتابی ذخیرہ کی نشاندہی کرتا ہے اس کا ذخیرہ شاہان وقت کے خطوط اور اس کے حکیمانہ اقوال پر مشتمل تھا اس میں اہل علم کی کتابیں بھی ہوں تو کچھ عجب نہیں۔

بجیر بن زہیر بن ابی سلمی کا کتب خانہ:

جیسا کہ معلوم ہے کہ زہیر بن ابی سلمی کا خانوادہ شاعروں اور پڑھے لکھوں کا گھرانہ تھا' بجیر دور جاہلی کا شاعر و کاتب تھا اس نے فتح مکہ ۸ ھ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا فتح مکہ و غزوہ حنین میں شریک رہے اور اس موقع پر شعر بھی کہے تھے اپنے بڑے بھائی کعب کے ان اشعار کا جو اس نے ان کے اسلام قبول کرنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم خواتین کے متعلق کہے تھے ان کا منظوم جواب لکھ کر بھیجا تھا (۶۶)۔

اشعار کا منظوم تبادلہ ان کے پاس کتابی ذخیرہ کی موجودگی کو بتاتا ہے

حنظلہ بن الربیع بن صیفی تمیمی اسدی کا کتب خانہ:

عہد جاہلی کے پڑھنے لکھنے والوں میں ان کا شمار تھا مورخ ابن سعد موصوف کے متعلق رقمطراز ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک مرتبہ خط لکھوایا تو ان کا نام ہی کاتب پڑ گیا حالانکہ عربوں میں نوشت و خواند کا رواج کم تھا (۶۷) موصوف اکثم بن صیفی کے جو دور جاہلی کا نامور دانشمند اور دانشور تھا' بھتیجے تھے' یہ پورا خانوادہ علمی گھرانہ تھا' جو اس امر کا شاہد ہے

کہ موصوف کے پاس پڑھنے لکھنے کا ذخیرہ و کتب خانہ تھا۔

ربیع بن زیاد بن عبداللہ بن سفیان عبسی:

یہ عہد جاہلی کا نامور شہسوار ' دانشور ' کاتب و شاعر تھا' سیاسی بصیرت و فراست رکھنے والے عربوں میں اس کا شمار تھا' یہ نعمان بن المنذر کے دربار سے وابستہ تھا۔ حرب داحس و غبرا (جو دو ہم جدی قبیلوں عبس اور ذبیان کے مابین گھوڑ دوڑ میں ذرا سی بے قاعدگی پر چھڑی اور چالیس برس تک جاری) میں شریک تھا اس کا حضرت لبیدؓ سے نعمان کے دربار میں معرکہ رہا تھا (۶۸)

زہیر بن ابی سلمی کا کتب خانہ:

دور جاہلی کے نامور شعراء میں اس کا شمار ہے (۶۹) اس کا معلقہ مشہور ہے' یہ اوس بن حجر تمیمی (۹۸ ۔ تقریباً ۲ ق ھ = ۵۳ ۔ تقریباً ۶۲۰ء) کے اشعار کا راوی اور حطیئہ جرول بن اویس عبسی (۰۰ ۔ ۴۵ھ) کا استاد تھا (۷۰) ' مالدار ' بردبار و پرہیزگار تھا (۷۱) اس کا خانوادہ' شاعروں کا گھرانہ تھا باپ ' ماموں بشامہ بن الغدیر ' بہن سلمی اور خنساء بیٹے کعب و بجیر اور سالم (۷۲) پوتا' عقبہ شاعر تھے۔ (۷۳)

یہ اطراف مدینہ مزینہ میں پیدا ہوا اور حاجر (دیار نجد) میں رہا' مشہور ہے ایک ماہ میں ایک قصیدہ لکھتا اور سال بھر اس میں غور و فکر کرتا تھا اس لئے اس کے قصائد حولیات (سالی قصائد) کہلاتے ہیں۔ (۷۴)

یہ ہرم بن سنان کی مدح میں قصائد لکھتا اور انعام پاتا تھا۔ اس کا خاندانی شاعر و راوی ہونا اور سال بھر قصیدہ پر غور کرنا' یہ تمام ایسے قرائن و شواہد ہیں جن سے ظاہر ہے کہ اس کے پاس دواوین شعراء کے مجموعے اور کتابی ذخیرہ موجود تھا۔

ابو عبس عبدالرحمن بن جبر اوسی (۷۵) کا کتب خانہ:

ابو عبس عبدالرحمن بن جبر بن عمرو اوسی موصوف دور جاہلی میں لکھتے پڑھتے تھے' مورخ ابن سعد کا بیان "اسلام سے قبل' ابو عبس عربی میں لکھتے پڑھتے تھے حالانکہ عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا (۷۶)۔

اس سے ظاہر ہے کہ موصوف کے پاس بھی پڑھنے لکھنے کا ذخیرہ کتب خانہ موجود تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن جبر بدر اور دوسرے تمام معرکوں میں شریک رہے عہد عثمانی میں مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کئے گئے۔ ان کی قبر میں چار بدری صحابی '۱۔ ابو بردہ بن نیار' ۲۔ قتادہ بن النعمان ۳۔ اور محمد بن مسلم اور سلمہ بن سلامہ اترے تھے' یہ مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔

کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰ کا کتب خانہ:

کعب اور اس کے چھوٹے بھائی بجیر کا قیام دیار غطفان ' نجد میں وادی القری اور جبال طے کے قریب تھا یہ دونوں بھائی ابرق العزاف جو مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے سے گزرے تو بجیر نے کعب سے کہا یہ بکریاں ہیں تم ذرا ٹھہرو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں سن کر آیا یہ جب دربار اقدس میں پہنچا تو اسلام کی دولت سے سرفراز ہوا کعب زیادہ انتظار نہ کر سکا اور چل دیا' اور چھوٹے بھائی کو منظوم خط لکھ کر بھیجا جس میں اس کے اسلام قبول کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم خواتین پر طعن و تشنیع تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان اشعار کا علم ہوا تو آپ ؐ نے اس کا خون مباح کر دیا بجیر ؓ نے اسے منظوم جواب لکھ کر بھیجا اور کہا تم توبہ کرو اسلام لاو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاف کر دیں گے' چنانچہ کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طائف سے واپسی پر ایسا ہی کیا وہ حضرت ابوبکر ؓ کے پاس گیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا وہ اسے لے کر دربار اقدس میں آئے اور کہا ایک شخص اسلام لانا چاہتا ہے آپ ؐ نے ہاتھ بڑھایا اس نے کلمہ پڑھا پھر چہرے سے رومال ہٹایا تو آپ ؐ نے پوچھا تم نے وہ شعر کہے تھے کہنے لگے میں نے اس طرح سے کہے تھے پھر وہ مشہور قصیدہ پڑھا جو قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے جس پر آپ ؐ نے اپنی چادر اسے دے دی تھی۔ جسے بعد میں حضرت معاویہ ؓ نے اس کے ورثہ سے بیس ہزار درہم میں خریدا اسے خلفاء بنی امیہ عید کے دن عیدگاہ زیب تن کر کے جاتے تھے' پھر خلیفہ منصور عباسی نے اسے چالیس ہزار درہم میں خریدا۔ اور وہ بھی عید کے دن اسے جسم پر ڈال کر عیدگاہ جاتے تھے (۷۸)۔

کعب کا بیٹا عقبہ اور پوتا عوام بھی شاعر تھے۔ منظوم خطوط کا تبادلہ ان کے پاس منظوم مجموعوں کی نشاندہی کرتا اور کتابی ذخیرہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

معن بن عدی بن الجد ابن العجلان قضاعی عقبی:

معن دور جاہلی کے تعلیم یافتہ افراد میں سے تھے مورخ ابن سعد کا بیان ہے موصوف دور جاہلی میں عربی میں لکھتے پڑھتے تھے اور اس دور میں عرب میں لکھنا پڑھنا کم تھا (۷۹)۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس بھی کتابی ذخیرہ موجود تھا۔

معن بدر اور دوسری تمام جنگوں میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے فرماتے تھے صحابہؓ تمنا کرتے تھے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مر جائیں تاکہ آپؐ کے بعد کسی آزمائش میں نہ پڑیں میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ میں آپؐ سے پہلے مروں، میں چاہتا تھا کہ میں آپؐ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کی اسی طرح تصدیق کروں جس طرح آپؐ کی زندگی میں آپ کی تصدیق کرتا تھا، مسیلمہ کذاب کے معرکہ میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا تھا۔

پادری قس بن ساعدہ کا کتب خانہ:

قس بن ساعدہ بن عمرو (۸۰) ایادی یہ عہد جاہلی کا نامور ادیب، شاعر، طراز خطیب اور دانشور تھا (۸۱) لمبی عمر پائی تھی، اخرت پر ایمان رکھتا تھا اس کے خطبات نثر جاہلی کے شاہکار ہیں، جنہیں عرب زبانی یاد کرتے اور قدر کرتے تھے رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن میں اسے سوق عکاظ میں دیکھا اور اس کا حکمت اموز خطبہ سنا تھا۔

(عرب میں سب سے پہلے اس نے عصا پر ہاتھ رکھ کر خطبہ دیا، خطبہ کا آغاز لفظ اما بعد سے کیا اور اپنے مکتوب میں من فلان الی فلان، فلاں کی طرف سے فلاں کے نام سے مکتوب کا آغاز کیا تھا (۸۲))

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم اس سے خط وکتابت کرتے تھے اور یہ انہیں جوابات دیتا تھا جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اس کے پاس تحریری سرمایہ اور کتب خانہ موجود تھا،

یمن میں کتب خانہ

المرقش الاکبر کا کتب خانہ:

المرقش الاکبر عوف بن سعد بن مالک بن ضبیعہ الوائلی التمیمی یمن میں پیدا ہوا عراق میں تربیت پائی عہد جاہلی کے طبقہ اولی کا شاعر' ادیب و شجاع تھا۔ حارث بن ابی شمر غسانی کا ندیم و کاتب رہا' اس کے باپ نے اسے اور اس کے بھائی حرملہ کو حیرہ کے نصرانی سے لکھنے پڑھنے کے لئے بھیجا تھا۔ (۸۳)

مرقش اکبر اور مرقش اصغر ربیعہ بن سفیان کا اور وہ طرفہ العبد کا چچا تھا (۸۴) یہ اپنے اشعار قلمبند کرتا تھا' سفر میں ایک بار اس نے اپنے اشعار اونٹنی کے کجاوے پر لکھ لئے تھے (۸۵)۔

مذکورہ بالا تاریخی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے پاس تحریری سرمایہ اور شخصی کتب خانہ موجود تھا نیز اس کے بھائی حرملہ کے پاس بھی کتب خانہ ہو تو کچھ عجب نہیں۔

حیرہ (عراق) میں کتب خانے

حیرہ میں عامر ابن الظرب کا کتب خانہ:

یہ زمانہ جاہلیت میں لمبی عمر پانے والوں میں تھا' دانشور' خطیب شاعر اور قبیلہ مضر کا قائد تھا۔ اس کے پاوں میں چھ انگلیاں تھی اس لئے اس کو ذوالاصبع (انگلی والا) کہا جاتا تھا (۸۶)۔ جاحظ نے اسے اسی زمرہ میں داخل کیا جس میں اکثم بن صیفی کو شمار کیا ہے (۸۷)۔ یہ فہم و فراست میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ تھا۔

اس کے پاس ضرب الامثال اور حکیمانہ اقوال کا مجموعہ موجود تھا' جب اسے شاہ غسان سے جان کا خطرہ ہوا تو یہ اس مجموعہ کو اپنی قیام گاہ پر چھوڑ کر بھاگا جسے اس نے "کنز العلم" خزانہ علم سے تعبیر کیا اور کہتا تھا جو اسے پڑھے گا اسے وہ کتاب اسی طرح بھائے گی جس طرح میرا علم لوگوں کو بھاتا اور پسند آتا ہے (۸۸)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حکمت آمیز کلام و کلمات کو ہر طبقہ میں شہرت وقبولیت حاصل تھی۔

عدی بن زید نصرانی کا کتب خانہ:

عدی بن زید بن حماد (۸۹) بن زید عبادی تمیمی نصرانی ' خوبصورت و دلاویز شخصیت رکھتا تھا ' دور جاہلی کا شاعر' کاتب ' دانشور ' عربی و فارسی کا ماہر کسری کے دربار میں پہلا عرب ترجمان تھا۔ (۹۰) ابن منظور افریقی مختار الاغانی میں اس کے متعلق رقمطراز ہے۔

> اس کے باپ نے اسے کاتبوں کے پاس چھوڑا تو اس نے لکھنا اور فارسی میں گفتگو کرنا سیکھ لیا تاآنکہ یہ پڑھے لکھوں میں سب سے زیادہ سمجھدار اور ان میں سب سے زیادہ فصیح عربی بولنے والا بن کر نکلا' اس نے شعر کہا اور کمان سے تیر چلانا سیکھا (۹۱) ۔

جو گویا مردان کامل کا شیوہ و امتیاز تھا اس میں دسترس حاصل کی ابن قتیبہ نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ قد قرا الکتب (۹۲) اس نے کتابیں پڑھی تھیں۔

> اس نے کتابیں پڑھی تھیں کسری نے اسے شاہ روم طیبا بوس دوم Tiberius ii کے دربار میں سفیر بنا کر قسطنطنیہ بھیجا پھر یہ مدائن آیا اور اس نے شاہ نعمان بن المنذر کی بہن ہند سے شادی کی بعد میں حاسدوں نے نعمان کو اس کے خلاف بھڑکایا آخر اس نے حیرہ میں اسے قتل کرا دیا۔

یہاں کے دیہات میں اس کی آمد و رفت رہتی تھی اس لئے اس کی عربی نجد کی عربی نہیں رہ سکی تھی چنانچہ ائمہ لغت اس کے اشعار کو قابل استدلال واستشہاد تسلیم نہیں کرتے

اس کا خانوادہ شعراء کا خانوادہ تھا' اس کا باپ' بھائی' بیٹا زید شاعر و کاتب تھا' اس نے قید خانے سے اپنے بھائی کو قصیدہ لکھ کر بھیجا تھا' اس کا کتب خانہ عربی فارسی ادب وغیرہ پر مشتمل تھا اور اسے ایک نوع کی اختصاصی حیثیت حاصل تھی'

لقیط بن یعمر کا کتب خانہ:

لقیط بن یعمر بن خارجہ ایادی یہ حیرہ کا باشندہ دور جاہلی کا کم گو شاعر تھا' عربی اور فارسی کا

ماہر تھا شاہان فارس میں سابور ذوالاکتاف کے دربار میں کاتب و ترجمان کے فرائض انجام دیتا تھا شاہ سابور نے جب اس کی قوم بنی ایاد پر حملہ کرنا چاہا تو اس نے انہیں اس امر سے آگاہ کرنے کے لئے ایک منظوم خط لکھا وہ قاصد کے ہاتھ سے گرا اور سابور نے دیکھ لیا پھر اس نے اس کی زبان کٹوائی اور اسے قتل کرایا (۹۴)۔

لقیط دانشور کاتب و شاعر تھا یہ امر اس کے بایں تحریری سرمایہ کی نشاندہی کرتا اور اس کے شخصی کتب خانہ کو بتاتا ہے۔

شاہ نعمان بن المنذر کا کتب خانہ:

نعمان ابن المنذر ابن المنذر بن امری القیس لخمی یہ عہد جاہلی میں شاہان حیرہ میں نامور بادشاہ گزرا ہے، نابغہ ذبیانی، حسان بن ثابت اور حاتم طائی کا ممدوح رہا ۵۹۲ء میں باپ کی وفات کے بعد حیرہ (۹۵) کا فرمانروا ہوا۔

اس کا کتب خانہ تھا جس میں نامور شاعران عرب کے مدحیہ قصائد جو اس کے اور اس کے خاندان کے متعلق کہے گئے تھے۔ اس نے انہیں طنیوج (کراریس) پر نقل کرا کر قصرابیض میں دفن کرا دیا تھا (تاکہ کوئی انہیں نہیں لیجا سکے اور نہ برباد کر سکے) اس سے معلوم ہوتا ہے اصل نسخے شاہی کتب خانے میں محفوظ تھے۔

دور اموی میں جب مختار بن ابی عبید ثقفی (۱ - ۶۷ ھ = ۶۲۲ - ۶۸۷ء) کو اس امر کی اطلاع دی گئی تو اس نے ان قصائد کو نکلوایا تھا (۹۶)۔

حیرہ کی نسبت سے اہل کوفہ شعر میں اہل بصرہ سے زیادہ عالم قرار دیئے جاتے تھے۔

شام میں کتب خانہ

شاہ شام حارث ابن ابی شمر غسانی کا کتب خانہ:

شعراء اس کے دربار میں اپنا کلام پیش کرتے تھے اور یہ حکماء و خطباء سے ان کے زریں اقوال لکھوا کر منگاتا (۹۸)، پڑھتا اور لطف اندوز ہوتا تھا اس کا کتب خانہ غوطہ دمشق میں تھا،

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر شجاع بن وھب کے ذریعہ ایک خط اس کے نام بھیجا تھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی تھی (۹۹)۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل شخصیات کے پاس بھی کتب خانہ ہونے کے کچھ اشارات ملتے ہیں۔

ابو قیس بن عبد مناف بن زھرہ المعلم (۱۰۰) عصر جاہلی میں کاتب و دانشور تھا خزاعہ اور عبدالمطلب کے مابین جو عہد نامہ ہوا تھا وہ اس نے لکھا تھا اور اسے در کعبہ پر آویزاں کیا گیا تھا۔ (مصادر الشعر الجاہلی الاسد ص ٦٦ بحوالہ دیوان حسان بن ثابت مخطوطہ احمد الثالث ورقہ ۱۵ و ۱٦) اس عہد نامہ کی کاپی خزاعہ کے پاس محفوظ تھی، خزاعہ نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر وہ عہد نامہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا تھا جسے حضرت ابی بن کعب نے پڑھ کر آپؐ کو سنایا تھا۔

حمیداللہ، الوثائق السیاسیہ فی العهد النبوی و الخلافة الراشدہ، القاہرد، لجنة التالیف والترجمة والنشر، ۱۳۴۱ھ، ص ۵۰، مصادر الشعر الجاہلی للاسد ص ٦٦

عبدالرحمن بن عوف بھی کاتب تھے، موصوف نے امیہ بن خلف سے جو معاہدہ کیا تھا، اسے قلمبند کیا تھا (الزمخشری، الفائق ۲/ ۲۹ (مادہ صوغ)

عبدالمطلب بھی پڑھے لکھے تھے چمڑے پر ان کی تحریر ابن الندیم نے دیکھی تھی، اس کا بیان ہے،

ان کا خط عورتوں کے خط سے ملتا جلتا تھا الفہرست ص ۷ و ۸ (طبع تجدد) حضرت زبرقان بن بدر بن امری القیس شاعر و کاتب تھے ارض بنی تمیم بادیہ بصرہ میں قیام پذیر تھے۔ (الاغانی ۸۰/۲ و ابن سعد ۳/۷/۷، حضرت ابو ایوب انصاریؓ کاتب و عالم تھے انہوں نے اپنے غلام افلح کو مکاتبہ نامہ لکھ کر دیا تھا (ابن سعد ٦۲/۷)

ابو سفیان بن مالک بھی کاتب اور پڑھے لکھے تھے، الزمخشری، الفائق ۱۹۰/۳ (مادہ ظن، انعام، ج)

مذکورہ بالا شخصیات کے پاس بھی کچھ ثقافتی و علمی ذخیرہ ہو تو کچھ عجیب نہیں۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ محمد ابن سعد ' الطبقات الکبیر' لیدن' مطبعتہ بریل' ج ۳ ق ۲/۲۴ و ۳۵' ۵۹' ۷۷' ۱۴۸' ج ۳۶/۶' احمد بن یحیی البلاذری' فتوح البلدان تحقیق صلاح الدین المنجد' القاہرہ' مکتبۃ النھضۃ' ۱۹۵۶ء ۵۸۳/۳' احمد بن علی الخطیب البغدادی ' تقیید العلم تحقیق یوسف العش ط ۲' بیروت' دار احیاء السنۃ النبویہ ' ۱۹۷۴ء ' ص ۱۸ (مقدمہ المحقق)

۲۔ ایضاً

۳۔ احمد بن فارس' الصاحبی تحقیق احمد صقر' القاہرۃ ' عیسی البابی الحلبی' ۱۹۷۷ء ص ۱۲

۴۔ عمرو بن بحر الجاحظ' رسالہ الجد و الہزل تحقیق عبدالسلام محمد ہارون القاہرہ' مکتبہ الخانجی' ۱۳۸۴ھ' ص ۲۵۳ ۔ ۲۵۴ (رسائل الجاحظ) احمد بن علی ابن حجر العسقلانی' فتح الباری' مصر' مصطفیٰ البابی الحلبی' ۱۳۷۸ھ' ۳۸۸/۱' محمد طاہر پٹنی' مجمع بحار الانوار ' لکھنؤ' نو لکشور ' ۱۲۸۳ھ' ۲۵۰/۳۔۲۵۱

۵۔ احمد بن حنبل' مسند احمد ' مصر' المطبعۃ المیمنیہ' ۱۳۱۳ھ' ۲۴۳/۱

۶۔ ناجی معروف ' المدخل فی تاریخ الحضارۃ العربیہ ' ط ۲ ' بغداد' مطبعۃ العانی' ۱۳۷۹ھ' ص ۱۱۵ ۔ ۱۱۶

۷۔ عبدالرحمن السہیلی' روض الانف ' مصر' مطبعتہ الجمالیتۃ' ۱۳۳۲ھ ۱۸۱/۱۔

۸۔ الاصفہانی' الاغانی تحقیق عبدالکریم ابراہیم العزاوی' بیروت' داراحیاء التراث العربی' ۳۰/۱۸

۹۔ عربوں کے زبانی یاد رکھنے کی پسندیدہ روش کو اسلام نے برقرار رکھا چنانچہ ہر چھوٹا بڑا مسلمان ' الکتاب (قرآن) کی چھوٹی بڑی متعدد سورتیں ضرور یاد رکھتا ہے اور انہی سے اپنی پنجگانہ عبادات انجام دیتا ہے' ہر زمانے اور ہر ملک و شہر اور دیہات میں ہمیشہ ایک معتدبہ تعداد ایسے مردوں بچوں اور خواتین کی پائی جاتی ہے جو پوری الکتاب دل و دماغ پر ہمہ وقت اس طرح نقش رکھتی ہے کہ جب چاہیں جہاں سے چاہیں باسانی زبانی پڑھ سکتے ہیں

ابتداء عہد اسلامی میں سنن و آثار کو بھی اسی طرح زبانی یاد رکھا جاتا تھا اور یہ بھی سینہ بسینہ ایک دوسرے سے بیان کی جاتی تھیں' بلکہ بعد میں امت مسلمہ میں ایک طبقہ ایسا رہا ہے جو حدیثوں کو اسی طرح نوک زبان رکھتا تھا جس طرح قرآن کو رکھا جاتا ہے انہیں حفاظ حدیث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ الذہبی ' تذکرۃ الحفاظ' ط : ۳' حیدر آباد الدکن' مطبعتہ دائرۃ المعارف العثمانیہ ' ۱۳۷۵ھ ۱۶۰/۱

۱۱۔ محمد بن حبیب 'کتاب المحبر' بیروت 'مکتبہ التجاری للطباعۃ والنشر' ب' ت' ص ۴۷۵

۱۲۔ الجاحظ' کتاب الحیوان تحقیق عبدالسلام محمد ہارون' القاہرہ' عیسی البابی الحلبی' ۱۹۴۰ ۔ ۱۹۴۷ء' ۴۷/۱ عزالدین الامین' طلائع النقد العربی' الخرطوم' جامعہ الخرطوم' ۱۳۸۵ھ ص ۸

۱۳۔ محمد بن اسحاق الندیم' الفہرست تحقیق تجدد' کراچی' نور محمد اصح المطابع' ب' ت' ص ۷۵ الخطیب البغدادی' تاریخ بغداد' القاہرہ' مطبعہ الخانجی' ۱۹۳۱ء ۳۲۹/۶ علی بن یوسف القفطی' انباہ الرواۃ علی انباء النحاۃ تحقیق ابی الفضل ابراہیم' القاہرہ: الہیئۃ المصریہ العامتہ للکتاب' ۱۹۷۳ء ۲۵۸/۱

۱۴۔ محمد بن سلام الجمحی' طبقات فحول الشعراء تحقیق محمد محمود محمد شاکر' القاہرہ' مطبعہ المدنی ۱۳۹۴ھ' ۹۴/۱ عثمان بن ابن جنی' کتاب الخصائص تحقیق محمد علی النجار' القاہرہ' مطبعہ دارالکتب المصریہ' ۱۳۷۱ھ' ۳۸۶/۱ ۔ ۳۸۷' جلال الدین عبدالرحمن السیوطی' الاقتراح تحقیق احمد محمد قاسم' القاہرہ مطبعہ السعادۃ' ۱۳۹۲ھ' ص ۶۲' عبدالرحمن الانباری نزہتہ الالبا فی طبقات الادباء تحقیق ابراہیم السامرائی' ۶: ۲' بغداد' مکتبۃ الاندلس' ۱۹۷۰ء ص ۳۳

۱۵۔ الذہبی' سیر اعلام النبلاء تحقیق صلاح الدین المنجد' القاہرہ' دارالمعارف' ۱۹۵۶ء' ۸۰/۱' السیلی ۱۲۴/۱' ۱۵۶ ۔ ۱۵۷' بدرالدین العینی' عمدۃ القاری ادارہ الطباعۃ المنیریہ' ب' ت ۵۵/۱' محمد بن الحسن ابن دریہ الازدی کتاب الاشتقاق تحقیق عبدالسلام محمد ماموں' مصر' موسۃ الخانجی' ۱۳۷۸ھ' ص ۱۶۴

۱۶۔ مورح السدوسی' کتاب حذف من نسب قریش تحقیق صلاح الدین المنجد' القاہرہ' مکتبۃ دارالعروبہ' ص ۵۴

۱۷۔ عبداللہ بن محمد ابن قتیبہ الدینوری الشعر و الشعراء' تحقیق محمود محمد شاکر القاہرہ' دارالمعارف' ۱۳۸۶ھ' ۴۵۹/۱

۱۸۔ الاصفہانی' الاغانی' مصر' دارالکتب ۱۹۶۱ء ۱۲۱/۱ ۱۸۰/۳ ۱۲۱/۴ عبدالقادر البغدادی' خزانہ الادب ولب لباب لسان العرب' تحقیق عبدالسلام محمد ہارون القاہرہ' الہیئۃ المصریہ العامہ للکتاب' ۱۹۶۵ء ۔ ۱۹۸۰ء

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ البلاذری' انساب الاشراف تحقیق محمد حمیداللہ' القاہرہ دارالمعارف' ۱۹۵۹ء ۸۱/۱ جواد علی' تاریخ العرب فی الاسلام' بیروت دارالحداثۃ للطباعۃ والنشر' ۱۹۸۳ء' ص ۱۸۵۔

۲۱۔ ابن سعد ۹۶/۱ (بیروت)

۲۲۔ ایضاً ج ۳ ق ۲ ص ۲۴ (لیدن)

۲۳۔ ابو حاتم سہل بن محمد السجستانی ، المعمرون والوصایا تحقیق عبدالمنعم عامر، القاہرہ، داراحیاء الکتب العربیہ، ۱۹۶۱ء ص ۶۳ ناصر الدین الاسد، مصادر الشعرالجاہلی، ص ۱۶۵، ابو حاتم السجستانی، ۱۷۔ ۱۸ (ترجمہ اکثم بن صیفی)

۲۴۔ عبدالرحمن بن محمد ابن خلدون، المقدمہ ، بیروت ، دارالکتاب (اللبنانی) ۱۹۵۶۔ ۱۹۵۹ء، ۱۱۲۲ البغدادی، خزانۃ الادب (بولاق) ۶۱/۱

۲۵۔ السیوطی، شرح شواہد المغنی ۱۲۱/۱، محمد سعید سید محمود، الادب العربی و تاریخہ فی العصرالجاہلی، القاہرہ، مکتبۃ المصریہ، ۱۳۵۵ھ، ۲۶ ۔ ۲۷، الانباری، شرح القصائد السبع الطوال الجاھلیات تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، القاہرہ، دارالمعارف، ۱۹۶۳ء، ص ۱۳ (مقدمہ المحقق)

۲۶۔ الاسد، مصادر الشعرالجاہلی، ص ۲۶

۲۷۔ ابن سعد، ۱۳۹/۱ ۔ ۱۴۰، ابن ھشام ، ۳۷۲/۱ (تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید) احمد بن علی المقریزی، امتاع الاسماع تحقیق محمود محمد شاکر، القاہرہ ، مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر، ۱۹۴۱ء، ص ۲۵، محمد بن عبدالباقی الزرقانی، شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ للقسطلانی ، القاہرہ، المطبعۃ الازھریہ ، ۱۳۲۵، ۳۲۴/۱ ۔ ۳۳۶

۲۸۔ محمد سعید سید محمود، ص ۲۶ ، احمد محمد الحوفی، ۲۰۹ ۔ ۲۱۰

۲۹۔ البغدادی ، ۴۱۶/۶ ۔ ۴۱۹، مصعب بن زبیر، نسب قریش تحقیق الیفی بروفنسال ، القاہرہ، دارالمعارف، ۱۹۵۳ء، ۳۶۴، المسعودی ، مروج الذھب ۵۶/۱ علی بن احمد ابن حزم، جمہرہ انساب العرب تحقیق عبدالسلام محمد ہارون ، ط : ۵ ، القاہرہ، دارالمعارف ، ۱۹۸۲ء، ۱۵۰ ۔ ۱۵۱ (لہ) جوامع السیرۃ تحقیق احسان عباس، ناصر الدین الاسد، القاہرہ، دارالمعارف (۱۹۵۰ء) ۴۷ ص جواد علی، تاریخ العرب قبل الاسلام السیرۃ النبویہ، بیروت: دارالحداثۃ للطباعۃ والنشر ، ۱۹۸۳ء ص ۱۹۳، محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری، مختار الاغانی فی الاخبار و التھانی علی بن عبداللہ آل ثانی (۱۳۸۳ھ) ۲۹۲/۵ ۔ ۲۹۴، محمد بن سالم ابن و اصل الحموی، تجرید الاغانی من ذکر المثالث و المثانی تحقیق طہٰ حسین و ابراہیم الابیاری، القاہرۃ ، مطبعۃ مصر، ۱۹۵۵ ۔ ۱۹۶۳ء ج ا ن ۱ / ۳۶۸ ۔ ۳۷۱

۳۰۔ محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، القاہرۃ ، دارالمعارف، ۱۹۶۱ء ۳۷۰/۲ ، ۴۳۷

۳۱۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، بیروت، دار صادر، ۱۹۶۵ء ۷۳/۱

۳۲۔ ابن قتیبۃ، المعارف تحقیق محمد اسماعیل الصاوی، القاہرۃ ، المطبعۃ الاسلامیہ، ۱۹۳۴ء، ص ۲۵۰، ابن

حزم، جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۲۶، یاقوت معجم البلدان، بیروت، دارصادر، ۱۹۵۵ء، ۱/ ۹۴، مصعب الزبیری، ص ۲۵۵ الجاحظ، البیان والتبیین ۴/ ۴۳ - ۴۴ الطبری ۱/ ۴۵۹، الاصفہانی ۴/ ۲۰۳۔

۳۳۔ ابن الجوزی، زاد المسیر فی علم التفسیر، بیروت، المکتبہ الاسلامی للطباعۃ والنشر، ۱۳۸۵ھ، ۱/ ۳۱۶، علی بن عبدالواحد النیسابوری، اسباب النزول القاہرہ، موسسۃ الحلبی وشرکاہ للنشر والتوزیع، ۱۹۵۸ء، ص ۱۶۴

۳۴۔ ابن حبیب، ص ۱۶۱

۳۵۔ ابن ہشام ۱/ ۳۸۳ - ۳۸۴

۳۶۔ جواد علی، ص ۱۸۴

۳۷۔ مورج بن عمرو السدوسی، کتاب من حذف نسب قریش تحقیق صلاح الدین المنجد، القاہرۃ، مکتبہ دارالعروبہ، ۱۹۶۰ء، ص ۵۴،

۳۸۔ بدر الدین العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، بیروت محمد امین دمج، ب، ت، ۱/ ۵۴، یحیی بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم، القاہرۃ، مطبعہ حجازی، ب، ت، ۲/ ۲۰۲ - ۲۰۳، احمد القسطلانی، ارشاد الساری شرح صحیح البخاری القاہرۃ، مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۵۹ء، ۱/ ۲۸، ابن واصل ۱/ ق ۱/ ۳۶۹ - ۳۶۷ الاصفہانی ۳/ ۱۱۹ - ۱۲۲

۳۹۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء تحقیق صلاح الدین المنجد، القاہرۃ، دارالمعارف، ۱۹۵۶ء ۱/ ۸۷

۴۰۔ السہیلی ۱/ ۱۲۴، ۱۵۶ - ۱۵۷، العینی ۱/ ۵۵، ابن الاثیر اسد الغابۃ فی معرفتہ الصحابۃ، القاہرۃ، المطبعۃ الوھبیۃ، ۱۲۸۵ھ ۵/ ۸۸، ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ تحقیق مصطفی عبدالواحد، القاہرہ، عیسی البابی الحلبی، ۱۹۶۴ء ۱/ ۴۳-۴۸ ابن درید، ص ۱۶۳ (البلاذری، ۱/ ۱۰۶)

۴۱۔ ابن سعد ۱/ ۹۶ محمود شکری الالوسی، بلوغ الارب فی معرفتہ احوال العرب ط: ۲، القاہرہ، ۱۳۴۲ھ ۳/ ۳۰۵، احمد بن محمد النیسابوری المیدانی، مجمع الامثال، القاہرہ، عبدالرحمن محمد ۱۳۵۲ھ ۲/ ۵۱، ابن ہشام ۱/ ۱۵۶

۴۲۔ البلاذری، انساب الاشراف ۱/ ۸۱

۴۳۔ جواد علی، ص ۱۸۵

۴۴۔ الاصفہانی، ۱۷/ ۳۰۳ - ۳۲۲ (بیروت داراحیاء التراث العربی) ابن حجر، الاصابتہ ۱/ ۱۳۴ (۵۵۲) الجمحی ۱/ ۲۲۶ - ۲۲۷، ابن درید، ۱۸۴ ص، ابو عبید البکری سمط اللالی، تحقیق عبدالعزیز المیمنی، القاہرہ، ۱۳۵۴ھ ۳۶۲ - ۳۶۳، ابن حزم جمہرۃ انساب العرب ۶۹ ھ

۴۵۔ ابن قتیبہ ۴۵۹/۱ الاصفہانی ۱۲۱/۱ ج ۳/ ۱۸۰ البغدادی ۲۵۱/۱ الجمحی ۲۶۳/۱

۴۶۔ الاصفہانی ۳/ ۱۲۳ و ۱۲۷ ابن منظور الافریقی ۶۲/۱ ۔ ۶۹ ابن و اصل ۲/ ق ۵۰۹/۱ ۔ ۵۱۵

۴۷۔ ابن سعد ۴۹۸/۳ ابو نعیم الاصفہانی حلیتہ الاولیاء بیروت دار الفکر ب ت ۲۵۰/۱ ۔ ۲۵۶ ابو اسحاق ابراہیم الشیرازی طبقات الفقہاء بغداد مکتبة العربیة ۱۳۵۶ھ ص ۱۳ محمد بن الجزری غایة النہایة ط : ۲ بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۰ھ ۳۱/۱ المزی ۲۶۲/۲ (طبع جدید) ابن حجر تہذیب التہذیب ۱۸۷/۱ عبدالروف المناوی الکواکب الدریہ فی تراجم السادة الصوفیتہ القاہرہ احمد نشات ۱۳۵۷ھ ۴۵/۱ ۔ ۴۷

۴۸۔ ابن الاثیر اسد الغابہ ۵۰/۱

۴۹۔ خیرالدین الزرکلی ۸۲/۱

۵۰۔ الذھبی تذکرة الحفاظ ۱۶/۱ ۔ ۱۷ (لہ) سیر اعلام النبلاء ۳۸۹/۱

۵۱۔ ابن الندیم ۲۹ ۔ ۳۰

۵۲۔ ابن سعد ۵۳۱/۳ المزی ۱۶۶/۴ ابن حجر تہذیب التہذیب ۴۶۴/۱ (لہ) الاصابہ ۱۵۸/۱ (۶۹۴) ابن کثیر ۳۵۳/۶

۵۳۔ ابن حزم جمہرة انساب العرب ص ۳۶۴

۵۴۔ ابن سعد ۳/ ۶۲۳

۵۵۔ ابن حجر الاصابة ۴۹۹/۱ (۲۵۴۴) (لہ) تہذیب التہذیب ۲۲۱/۳

۵۶۔ ابن الاثیر اسد الغابہ ۳۷۸/۲

۵۷۔ بعاث مدینہ میں ایک مقام تھا جہاں یہود بنی قریظہ آباد تھے

۵۸۔ ابن ھشام ط : ۴۲۶/۱ ۔ ۴۲۷ ۵۲۰ ۸۹/۲ البلاذری ۲۳۸/۱ و ۲۷۵ البکری ص ۳۶۱ السہیلی ۲۶۵/۱ ۔ ۲۶۶ ابن حجر الاصابہ ۹۸/۲ (۳۵۹۹) الاصفہانی ۲۵/۳ (طبعہ الدار)

۵۹۔ محمد بن عمران المرزبانی معجم الشعراء تحقیق عبدالستار احمد فراج القاہرہ مکتبة القدسی ۱۹۳۵ء ۲۱۵/۱

۶۰۔ ابن سعد ۳/ ق ۷۹/۲ البغدادی ۳۰۴/۲ ۔ ۳۰۵ ابن حجر الاصابہ ۳۰۶/۲ (۴۶۷۶) (لہ) تہذیب التہذیب ۲۱۲/۵ المزی ۵۰۶/۱۴

۶۱۔ ابن حجر' الاصابہ ۳۲۶/۳' (۷۵۴۱' ابو حاتم السجستانی' ص ۶۶ المرزبانی ص ۳۳۹ ابن قتیبۃ ۲۷۵/۱

۶۲۔ الاصفہانی' ۲۷۱/۱۵

۶۳۔ الجاحظ' البیان والتبیین ۳۶۵/۱

۶۴۔ ابن حجر' الاصابہ ۱۱۸/۱ (۳۸۵)

۶۵۔ ابو حاتم السجستانی ص ۲۲۔ ۲۴ ابن حزم' جمہرۃ انساب العرب ص ۲۱۰

۶۶۔ الجمحی ۹۹/۱ ۔ ۱۰۰' ابن قتیبۃ ۱۳۷/۱' ۱۴۱' ۱۵۴' ابن کثیر' ۳۱۲/۴' ۳۵۱' ۳۶۹' ابن حجر' الاصابہ ۱۳۸/۱ (۵۹۱) ابن عبدالبر' الاستیعاب ۱۶۸/۱ ۔ ۱۶۹ (علی حاشی الاصابہ)

۶۷۔ ابن سعد ۵۵/۶' ابن ابی حاتم ج۱ ق ۲۳۹/۲ (۱۰۵۹)' ابن کثیر ۳۴۲/۵ ۔ ۳۴۳' ابن الاثیر ۵۸/۱۔۵۹' ابن حزم ص ۲۱۰ ابن حجر الاصابہ ۳۵۹/۱ ۔ ۳۶۰ (لہ) تہذیب التہذیب ۶۰/۳' المزی ۴۳۸/۷

۶۸۔ الاصفہانی ۲۰/۱۶۔ ۲۴ (بولاق)

۶۹۔ البغدادی' ۳۳۲/۲' الاصفہانی ۲۸۸/۱

۷۰۔ ابن قتیبۃ' الشعر والشعراء ۱۳۷/۱

۷۱۔ الاصفہانی ۱۰۔ ۳۰۹ (طبعۃ دارالکتب)

۷۲۔ ایضاً ص ۳۱۴۔

۷۳۔ ابن قتیبۃ ۱۴۳/۱۔

۷۴۔ ایضاً ۱۴۴' الجاحظ ۲۰۴/۱' ۱۲/۲' ابن منظور الافریقی' مختار الاغانی ۳۲۶/۵ ۔ ۳۳۹' ابن و اصل الحموی؟ ۳ ق ۱۲۲۹/۱ ۔ ۱۲۳۰

۷۵۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ ۱۳۰/۴ (۷۳۴) میں ابو عبس بن جابر سے نقل کیا ہے۔

۷۶۔ ابن ابی حاتم الرازی ۲۲۰/۵' ابن قتیبۃ ص ۳۲۶ ابن الاثیر ۳۳۱/۳ المزی' ۱۶۲۱/۲ (بیروت دارالمامون) الذھبی' سیر اعلام النبلاء ۱۸۸/۱۔ ۱۸۹' ابن حجر' تہذیب التہذیب ۱۵۶/۱۲ (لہ) الاصابہ ۳۰/۴ (۱۷۳۶) جواد علی ص ۲۴

۷۷۔ الجمحی ۴۰' ۹۷' ۷۶۶' ابن قتیبہ ' ۱۵۴ ۔ ۱۵۷' ابن حجر' الاصابہ ۲۹۵/۴۔ ۲۹۶ (۷۴۱۱) الاستیعاب

۲۹۷/۴ ـ ۳۰۲ ۳ (علی حامش الاصابہ) ابن کثیر ۳۶۹/۴ ' ۳۷۳

۷۸ـ البغدادی ۴/۱۱ ' ۱۲ (طبع قدیم)

۷۹ـ ابن سعد ۴۶۵/۳ ' الذھبی ' سیر اعلام النبلاء ۳۲۰/۱

۸۰ـ اس کے دادا کے نام میں اختلاف ہے

۸۱ـ الجاحظ ۳۶۵/۱

۸۲ـ ابو حاتم السجستانی ص ۸۷ ـ ۹۰ المرزبانی ' ۲۲۲ ـ ۲۲۳ احمد بن عبدالرحمن الشریشی ' شرح المقامات الحریریہ ' مصر ' ۱۸۵ ـ ۱۸۶ ' الاصفہانی ۲۴۶/۱۵ ـ ۲۴۸ (دار احیاء التراث العربی) ابن کثیر ' ۱۳۰۰ھ ' ۲۳۰/۲ ' ابن اصل ؟ اق ص ۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵ ـ ۱۶۵۵ ' ابن حجر ' الاصابہ ۲۸۵/۵ '

۸۳ـ الاصفہانی ۱۲۷/۶ ـ ۱۳۵ ' البغدادی ۳۱۲/۸ ـ ۳۱۳

۸۴ـ الاصفہانی ۱۳۶/۶

۸۵ـ القاسم بن محمد الانباری ' شرح دیوان المفضلیات ' بیروت مطبعۃ الاباء الیسوعیین ' ۱۹۲۰ء ' ص ۳۶۰

۸۶ـ ابو حاتم السجستانی ' ۵۶

۸۷ـ الجاحظ ۳۶۵/۱

۸۸ـ ابو حاتم السجستانی ص ۶۲ ـ ۶۳ ' المیدانی ۳۱/۱ ' ۲۵۰/۲ ' ۲۷۶ ابن ھشام ۳۱/۱

۸۹ـ بعض تذکرہ نگاروں نے حمار نقل کیا ہے

۹۰ـ ابن قتیبۃ ۲۳۰/۲

۹۱ـ ابن منظور الافریقی ۳۵۳/۶

۹۲ـ الاصفہانی ۱۸/۲۰ ـ ۲۴ (طبعۃ بولاق ' البغدادی ۳۸۱/۱ ـ ۳۸۳ ' ابن قتیبۃ ۲۲۵/۲ ـ ۲۳۰ ' ابن واصل ۱۹۱/۱

۹۳ـ ابن قتیبۃ نے الشعر و الشعراء میں اس کا نام معمر اور ابن درید نے معبد نقل کیا ہے

۹۴ـ الاصفہانی ' ۲۰/ ۲۳ (طبع دار الطباعۃ القاہرہ ۱۲۸۵ھ) ابن قتیبۃ ۱۹۹/۱ ' ابن درید ص ۱۶۸ ' عبداللہ بن عبدالعزیز البکری ' معجم ما استعجم تحقیق مصطفیٰ السقا ' ط : ۳ ' بیروت بحالم الکتب ' ۱۴۰۳ھ ج ۱ ص ۷۲

۹۵۔ یہ بادیۃ الشام کے مشرقی کنارے لخمی خاندان کی ایک شاخ نے جو نصرانی تھے حکومت قائم کی تھی ' اس کا پایہ تخت حیرہ تھا یہ نجف سے تین میل کے فاصلہ پر ایک جھیل کے کنارے آباد تھا' یہ ایرانی سلطنت کے زیر اثر تھے اور ان کے مفادات کے نگران تھے' یہاں تنوخی ' عبادی اور احلاف آباد تھے۔

۹۶۔ الجمحی' ۲۵/۱' ابن جنی ۳۸۷/۱ السیوطی' المزھر فی علوم اللغتہ وانواعھا تحقیق محمد احمد جاد المولی وغیرہ ' القاہرہ عیسی البابی الحلبی' ب ' ت '۲۴۹/۱

۹۷۔ بادیتہ الشام کے مغربی کنارے پر غسانیوں کی جو نصرانی عرب تھے' حکومت قائم تھی' دمشق کے قرب وجوار میں ان کا پایہ تخت تھا' یہاں عرب شعراء آتے اور انعام پاتے تھے' انہیں رومی حکومت کی سرپرستی حاصل تھی اور وہ انہیں اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتی تھی۔

۹۸۔ ابو حاتم السجستانی ص ۲۲۔

۹۹۔ محمد ابن علی ابن طولون ' اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین ' دمشق ' ۱۳۴۸ھ ' ص ۳۲

۱۰۰۔ ابن حبیب ص ۴۷۵۔